قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

جلد ۲۰	مطابق ۹ صفر ۱۳۵۲ھ	یوم یکشنبہ	مورخہ ۴ جون ۱۹۳۳ء	نمبر ۱۴۴

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق یکم جون بوقت چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

افسوس۔ میاں محمد خاں صاحب ملازم میاں عبداللہ خاں صاحب کی اہلیہ صاحبہ کا ۳۱۔ مئی ۱۹۳۳ء کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جنازہ پڑھایا۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

مدرسہ احمدیہ کی آخری جماعت کے امتحان کا نتیجہ نکل آیا ہے۔ ۱۹۔ لڑکے اس امتحان میں شریک ہوئے تھے جن میں سے ۱۰ کامیاب ہوئے ہیں ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہلاکت سے بچنے کا طریق

فرمودہ ۴ جون ۱۹۰۴ء

"نماز اصل میں دعا ہے۔ نماز کا ایک لفظ جو بولتا ہے۔ وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کے لئے تیار رہے۔ کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا۔ وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے۔ ایک حاکم ہے۔ جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں۔ مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں۔ میں بہت رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے۔ اس کے پاس سے گذرتا ہے۔ اور اس کی ندا کی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ اپنی مشکل بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے۔ تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو۔ اور کیا ہوگا یہی حال خدا تعالےٰ کا ہے۔ کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے۔ کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے"؛

(الحکم ۱۷۔ جون ۱۹۰۴ء)

اسلامی ممالک کی خبریں

اور اہم کوائف

حجاز کے قاضی اعظم کا انتقال

مکہ معظمہ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حجاز کے محکمہ شرعیہ کے قاضیٔ اعظم استاد شیخ احمد کمانی حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔

روابطِ حجاز و شرق اردن

معاصر ام القریٰ راوی ہے۔ کہ حکومت شرق اردن کے سیکرٹری توفیق بے ابو الہدیٰ کرنل کاکس برطانی ایجنٹ کی معیت میں حکومت حجاز کے نمائندوں کے ساتھ ایک معاہدہ کی گفت و شنید کرنے کی غرض سے جدہ پہونچ گئے ہیں۔

اینگلو پرشین آئل کمپنی کے قضیہ کا تصفیہ

جنیوا سے ۱۸ر مئی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اینگلو پرشین آئل کمپنی اور حکومت ایران کے مابین جو جھگڑا تھا۔ اس کے فیصلہ پر لیگ آف نیشنز نے بھی مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔

استنبول میں بالشویکوں کی گرفتاری

استنبول سے ۲۶ر مئی کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ پولیس نے ایک درجن بالشویکوں کو گرفتار کیا ہے۔ جو شہر کے محلوں میں ہینڈ بل تقسیم کرتے پھرتے تھے۔

ترکی مصنوعات ہندوستان میں

انگورہ کی خبر ہے۔ کہ ترکی نے صنعت و حرفت میں جو ترقی کی ہے۔ اسے دُنیا میں انٹروڈیوس کرنے کے لئے سرکاری طور پر یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ تمام مصنوعات کو ایک جہاز پر بار کر کے بحر متوسط کے ساحلی مقامات پر لے جایا جائے گا۔ یہ جہاز بصرہ محمرہ۔ کراچی۔ بمبئی۔ اور ہندوستان کی دیگر بندرگاہوں پر ٹھیرے گا۔

فلسطین میں حکومت کا مقاطعہ

عربی اخبارات راوی ہیں۔ کہ فلسطین کے عرب وہاں کی حکومت سے عدم تعاون کر رہے ہیں۔ اور سرکاری تقریبات میں حصہ نہیں لیتے۔ چنانچہ اوائل مئی میں حکومت نے عکا میں ایک زرعی نمائش کا انتظام کیا۔ مجلس قومی نے اس کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ عربوں میں سے سوائے چند ایک معمولی کسانوں کے اس میں کوئی شامل نہ ہوا۔

شاہ فیصل کا عزم انگلستان

لنڈن سے ۲۴ر مئی کی خبر ہے۔ کہ ہز میجسٹی شاہ فیصل ماہ جون کے آغاز میں برطانیہ تشریف لے جانے والے ہیں۔ چنانچہ سفر کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ آپ شاہی مہمان کی حیثیت سے دو روز قصر بکنگھم میں قیام کرینگے۔ اور ملک معظم کے مہمان ہونگے۔

تخفیف اسلحہ کی کانفرنس میں ترکی نمائندہ کا مطالبہ

تخفیف اسلحہ کی کانفرنس منعقدہ جنیوا میں فرانس کے نمائندہ نے اعلان کیا۔ کہ جب تک اسلحہ کے معیار کی نگرانی کے متعلق فرانس کے مطالبات منظور نہ کر لئے جائیں۔ اس وقت تک فرانس تخفیف کے لئے تیار نہیں۔ ترکی نمائندہ توفیق رشدی بے نے کہا کہ ترکی کو آبنائے باسفورس پر قلعہ بندی اور بھاری توپیں نصب کرنے کا حق ہے۔ اس لئے بحیرۂ روم اور بحیرۂ اسود کے ساحلوں پر جو سلطنتیں واقعہ ہیں۔ ان کے نمائندوں کی ایک کمیٹی اس مطالبہ پر غور کرنے کے لئے مقرر کی جائے۔

ایک برطانی وافغانی کمیشن کا تقرر

کرم ایجنسی کے قبائل اور حکومت افغانستان کے مابین تعیین سرحد کے متعلق جو نزاع ہے۔ اسے دور کرنے کے لئے پولیٹیکل ایجنٹ کرم اور حکومتِ افغانستان کے نمائندوں پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ یہ کمیشن جون کے پہلے ہفتہ سے ہی کام شروع کر دے گا۔ اور کوشش کرے گا۔ کہ فریقین کے تعلقات خوشگوار رہیں۔

ارضِ قدس کے غریب مسلمانوں کی امداد

فلسطین کے مسلمانوں نے ایک کمپنی قائم کی ہے۔ جو غریب مسلمانوں کی زمینوں کو یہودی ساہوکاروں کے قبضہ میں جانے سے بچائے گی۔ مصر کے مسلمانوں نے بھی فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنے فلسطینی بھائیوں سے تعاون کریں گے۔ اور کمپنی کے حصص خرید کرینگے۔

ترکی میں عربی ناموں کی تبدیلی

غیر ملکی زبانوں کو ترکی سے خارج کرنے کے لئے جو تحریک وہاں شروع ہوئی تھی۔ وُہ اب یہ صورت اختیار کر گئی ہے۔ کہ ناموں کو بھی تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ترکی میں نام عام طور پر عربی ہوتے ہیں جنہیں بدل کر ترکی نام رکھنے کی تحریک بہت عام ہو رہی ہے۔ چنانچہ مصطفےٰ کمال پاشا نے اپنا نام بھی تبدیل کر دیا ہے۔ دیہات اور قصبات کے نام بھی تبدیل کئے جا رہے ہیں۔

افغان پارلیمنٹ کے اجلاس کا افتتاح

پشاور سے ۲۲ر مئی کی خبر ہے۔ کہ شاہ افغانستان نے کابل میں افغان پارلیمنٹ کے تیسرے اجلاس کا افتتاح کیا ہے۔ اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے گزشتہ دو سال کے کام پر تبصرہ کیا۔ اور کہا۔

احمدیہ ٹیریٹوریل کمپنی

تمام جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ احمدیہ ٹیریٹوریل کمپنی میں نفری کی کمی کی وجہ سے ستئے ریکروٹوں کی ضرورت ہے۔ جو بارہ جولائی ۱۹۳۳ء تک پوری ہو جانی چاہیئے۔ اس وقت تک عملی طور پر صرف ضلع گورداسپور۔ جالندھر۔ اور سیالکوٹ کی جماعتوں نے اس میں حصہ لیا ہے۔ اور پنجاب کی باقی جماعتوں نے بہت کم توجہ کی ہے۔ جماعت میں فوجی رُوح پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ضلع کی جماعتیں اس میں حصہ لیں۔ اور ایسے ہوشیار نوجوان بھرتی ہونے کے لئے پیش کریں۔ جو اپنی اپنی جماعت میں واپس جا کر مفید کام کر سکیں۔

ضروری بھرتی صرف ضلع گورداسپور کی احمدیہ جماعتیں پوری کر سکتی ہیں۔ مگر اس طرح باقی جماعتیں اس خدمت سے محروم رہ جائیں گی۔ شہری جماعتوں کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت تک شہری جماعتوں نے بہت کم توجہ کی ہے۔ ریکروٹوں کی عمر اٹھارہ سے چوبیس سال کے اندر ہونی ضروری ہے۔ عام صحت اچھی ہو۔ اور آنکھوں میں کوئی نقص نہ ہو۔ اس کے علاوہ اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ کسی ریکروٹ کا قد اور چھاتی نیچے دیئے ہوئے درجہ سے کم نہ ہو۔

قد - پانچ فٹ پانچ انچ۔

چھاتی - اکیس سال کے کم عمر کے ریکروٹوں کی ½۳۳ انچ۔

اکیس سال سے زیادہ عمر کے ریکروٹوں کی ½۳۴ انچ۔

سانس بھرنے سے چھاتی کم از کم دو انچ اور بڑھ جانی چاہیئے۔

بھرتی ہونے والے ریکروٹوں کا باقاعدہ طبی معائنہ گیارہ جولائی ۱۹۳۳ء کو قادیان میں ہو گا۔ مگر آنے سے پہلے اس بات کو دیکھ لیا جائے۔ کہ کوئی شخص جو اس ماپ پر پورا نہیں اترتا۔ وُہ تو نہیں آ رہا۔

کمانڈنگ افسر 11/15 پنجاب رجمنٹ بارہ جولائی ۱۹۳۳ء کو قبل دوپہر ریکروٹوں کا معائنہ کرنے کے لئے قادیان آئیں گے جماعتیں اس امر کی طرف فوری توجہ کریں۔ اور مجھے بھرتی ہونے والے دوستوں کے نام سے مطلع کریں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔ کہ ۱۱۔ جولائی ۱۹۳۳ء کو باہر سے آنے والے تمام دوست قادیان پہونچ جائیں۔

جماعت شہر لاہور کو اس امر کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے اس نے آج تک اس امر کی طرف توجہ نہیں کی۔

خاکسار مرزا شریف احمد - قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جون سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

مستشرقین یورپ پر احمدیت کا رعب

از جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے احمدی مبلغ و امام مسجد احمدیہ لنڈن

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر یورپ

میں سوا چار سال کے بعد انگلستان آیا ہوں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سفر انگلستان پر قریباً ۹ سال گزر چکے ہیں۔ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا حضور کے اس عظیم الشان سفر کی برکات زیادہ سے زیادہ روشن ہوتی چلی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ اس سفر سے بہت سے عظیم الشان فوائد حاصل ہوئے۔ ایک فائدہ نصرت بالرعب کا جلوہ بھی تھا۔ آکسفورڈ کیمبرج اور لنڈن کی یونیورسٹیاں آج کل ساری دنیا میں ممتاز سمجھی جاتی ہیں۔ اور دور دور سے لوگ ان مقامات پر ڈگریاں اور ڈپلومے حاصل کرنے آتے ہیں۔ پروفیسر کی یہاں بہت عزت کی جاتی ہے۔ ظاہری علوم کے لحاظ سے یہ لوگ واقعی قابلِ قدر ہیں۔ لیکن حضور کے یہاں تشریف لانے پر یہاں کے مستشرقین پر جو رعب پڑا تھا۔ اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے وہ مواقع دیکھے۔ وہ رعب کوئی معمولی۔ اور عارضی رعب نہیں تھا۔ بلکہ یورپ کے استاد اس وقت بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ادنےٰ خادموں سے اسی طرح مرعوب ہیں۔

لنڈن کی مذہبی کانفرنس کی کامیابی

یہ تو معلوم ہی ہے۔ کہ جس مذہبی کانفرنس کی شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز انگلستان تشریف لائے تھے۔ وہ حضور ہی کی شمولیت سے کامیاب ہوئی تھی۔ چنانچہ اسکی جو رپورٹ شائع ہوئی۔ اس میں کانفرنس کمیٹی کے صدر نے کھلے لفظوں میں اقرار کیا تھا۔ کہ حضور کے تشریف لانے سے نہ صرف پریس میں۔ کانفرنس کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی۔ بلکہ خود یہاں کے لوگوں میں بھی اس کے ساتھ نہایت دلچسپی پیدا ہو گئی۔

ایک نئی سوسائٹی

میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ اس کانفرنس کی کامیابی کا ہی نتیجہ ہے کہ کانفرنس کے بانیوں نے اب لنڈن میں ایک سوسائٹی قائم کی ہے جس کا نام ہے "Society for promoting the study of religion" یعنی مذاہب کے مطالعہ کو ترقی دینے والی سوسائٹی۔ اس کے صدر مارکویس آف زیٹ لینڈ G.C.S.I. G.C.I.E. ہیں۔ اور سکرٹری وہی مس شارپلز ہیں۔ جو مذہبی کانفرنس کی سکرٹری تھیں۔

اس کی اغراض مندرجہ ذیل ہیں:۔

مذاہب کے مطالعہ کو ترقی دینا خصوصاً ان کے آغاز تعلیم اور باہمی تعلقات کا معلوم کرنا۔ باہمی مفاہمت کو ترقی دینا اور ان کے متعلق صحیح صحیح اطلاعات شائع کرنا۔ اس سوسائٹی کا مقصد کسی خاص مذہب کی اشاعت و تبلیغ نہیں۔ اور نہ کوئی نیا مذہب قائم کرنا ہے۔ خدا کرے۔ یہ سوسائٹی مذہب کی حقیقی خدمت کر سکے۔

اس سوسائٹی کے ماتحت یہاں کے بڑے بڑے پروفیسر Caxton Hall میں پندرہ روزہ لیکچر دیتے ہیں۔ میں نے دو لیکچر سنے۔ ایک پروفیسر ایف۔ سی۔ برکٹ ڈی ڈی کا جو کیمبرج کے ہیں۔ اور دوسرا پروفیسر الفرڈ گولم کا۔

انجیل کی تاریخ پر لیکچر

اول الذکر کا مضمون The Canon of the New Testament تھا۔ اس نے انجیل کی تاریخ پر عالمانہ تبصرہ کیا۔ اور بتایا۔ کہ کس طرح اس کی موجودہ شکل پیدا ہوئی۔ خلاصہ یہ تھا۔ کہ ابتداء میں مسیحؑ کے حواری یہودی ہی تھے اور توریت کو ہی مقدس کتاب سمجھتے تھے۔ مگر قریباً ۱۵۰ سال کے بعد نیا عہدنامہ ایک مقدس کتاب کی صورت میں پرانے عہدنامہ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ سب سے پرانی کتاب مارک کی معلوم ہوتی ہے جو قریباً چالیس سال کے بعد شاید لکھی گئی تھی۔ وغیرہ۔

اہم سوال

لیکچر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ میں نے یہ سوال کیا۔ کہ کسی مقدس کتاب کی اہمیت صرف اس وجہ سے تسلیم کی جاتی ہے۔ کہ اس میں اللہ تعالےٰ یا اس کے بھیجے ہوئے رسولوں کا کوئی کلام ہوتا ہے۔ آپ نے جس رنگ میں مضمون بیان کیا ہے اور انجیل کی تاریخ عالمانہ اور محققانہ طرز میں بتائی ہے۔ اس سے عیسائیت کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ یعنی خدا کا کلام تو الگ رہا اس میں مسیحؑ کے حواریوں کا کلام بھی مشکل سے ثابت ہوتا ہے۔ اس میں ترمیمیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ ایسی کتاب کو الہامی کتاب کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ پروفیسر صاحب کچھ حیران سے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہنے لگے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے۔ کہ تاریخی لحاظ سے ہم دیکھیں۔ کہ یہ کتاب کس طرح تیار ہوئی۔ اور بس۔ تعجب ہے دو ہزار سال سے یہ تحقیقات جاری ہے۔ اور عیسائی اب تک اس معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکے اس کے مقابلہ میں قرآن شریف کی شان کو دیکھئے۔ دشمن بھی اقرار کرتا ہے۔ کہ یہ کتاب اپنی اصل حالت میں محفوظ چلی آ رہی ہے۔

سوال کا اثر

چونکہ لوگ عام طور پر یہاں مناظرہ پسند نہیں کرتے۔ اور سوسائٹی کی یہ غرض بھی نہیں۔ اس لئے میں زیادہ نہ کہہ سکا۔ مگر لوگ میرے سوال سے بہت متأثر ہوئے۔ چنانچہ ایک پادری صاحب اس کے بعد مجھے ملے۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپ کا سوال نہایت اہم تھا۔ مگر افسوس پروفیسر صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا۔ جواب ہے ہی نہیں۔ وہ دیتے کہاں سے۔ انہوں نے کہا۔ میں تو ان کو خط لکھ کر دریافت کرونگا۔ اور لکھونگا کہ آپ جواب نہیں دے سکے۔

قرآن و حدیث پر لیکچر

پروفیسر گولم کا مضمون تھا۔ "قرآن شریف اور حدیث"۔ یہ پروفیسر صاحب کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ سر ڈینی سن راس نے جو جلسہ کے صدر تھے۔ ان کا تعارف کراتے ہوئے یہ کہا تھا۔ کہ پروفیسر صاحب اس مضمون پر ہمارے چوٹی کے علماء میں سے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے جیسا کہ ان لوگوں کا طریق ہے تاریخی طور پر واقعات بیان کئے۔ اور اس میں کئی باتیں وہی کہیں۔ جو عام طور پر مغربی لوگ بیان کیا کرتے ہیں۔ مثلاً لات و منات کی پرستش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی۔ قرآن شریف کی مکی سورتیں اور رنگ کی ہیں۔ اور مدنی سورتوں میں وہ شان نہیں۔ جوں جوں طاقت حاصل ہوتی گئی۔ تعلیم اور رنگ کی شروع ہو گئی۔ احادیث میں صرف اسناد پر زور دیا جاتا رہا ہے۔ صحت کے معیار پوری طرح نہیں استعمال کئے گئے۔ وغیرہ۔ لیکن دوران تقریر میں وہ بار بار معذرت کرتے۔ اور کہتے جاتے۔ کہ جو کچھ وہ

کہہ رہے ہیں۔ یہ صرف ان کا ذاتی خیال ہے۔ اس مجلس میں امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن تشریف رکھتے ہیں۔ جو ان امور پر زیادہ روشنی ڈال سکتے ہیں۔ عربی الفاظ کو ان کے صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور عام طور پر جو انگریزی میں غلط تلفظ رائج ہیں۔ ان پر اظہار افسوس کرتے تھے۔

پریزیڈنٹ جلسہ کی درخواست

لیکچر کے بعد صدر جلسہ نے مجھ سے درخواست کی۔ کہ میں اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ اور اسلام کے متعلق صحیح حالات کا علم انہیں دوں۔ پروفیسر صاحب نے سوا گھنٹہ کے قریب تقریر کی تھی۔ اس لئے میرے لئے مناسب نہ تھا کہ زیادہ وقت لیتا۔ تاہم میں نے بھی آدھ گھنٹہ کے قریب تقریر کر دی۔ سب سے پہلے میں نے صدر کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر جو غلط امور بیان کئے گئے تھے۔ ان کی دلائل کے ساتھ مختصراً تردید کی۔ اور آخر میں کہا۔ کہ میں پروفیسر صاحب سے مناظرہ کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ خالص علمی تحقیقات کے میدان میں گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تا انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ ان کی تحقیقات کس قدر بودی ہے۔ ایک شامی نوجوان اس قدر خوش ہؤا۔ کہ دوران تقریر میں ہی اس نے داد دینا شروع کر دی اور بعد میں نہایت ہی تپاک سے ملا۔ اور میرا شکریہ ادا کیا۔ پروفیسر صاحب نے بھی کہا۔ کہ وہ مجھے مل کر بہت خوش ہونگے۔ اور یہ کہ میں ضرور انہیں ملوں؛

ان حالات سے ظاہر ہے۔ کہ یورپ کے نہایت اعلےٰ علمی طبقہ میں احمدیت کا کس قدر رعب اور اثر ہے جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ احمدیت حقیقی اسلام پیش کرتی ہے۔ وہ اسلام جس پر کسی کے اعتراض کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ہوتا۔ اور دنیاوی لحاظ سے بڑے بڑے علوم رکھنے والے اپنے علوم کو اسلامی تعلیم کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں؛

ارکان مسلم لیگ کے شرمناک جھگڑے

یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلمانوں کی سب سے پرانی۔ اور سب سے بڑی سیاسی انجمن مسلم لیگ ذاتی عداوتوں اور کدورتوں کے اظہار کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ اور اس میں پے در پے نہایت ہی افسوسناک بلکہ شرمناک واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ مسلم لیگ کے ایک گزشتہ اجلاس میں صدر نے سر محمد یعقوب صاحب کو ان کی سابقہ خدمات کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے جس طریق سے سکرٹری شپ سے علیحدہ کیا تھا۔ وہ استبداد کا نہایت ہی رنج افزا مظاہرہ تھا۔ اور اس کے بعد اپنی مرضی کا سکرٹری مقرر کر لیا گیا تھا۔ اگر یہ بات آئندہ جھگڑوں اور منافشات کے سدباب کا موجب ہو جاتی تو اسے طوعاً نہیں۔ تو کرہاً گوارا کیا جاسکتا تھا۔ لیکن صدر صاحب نے ایک اجلاس کا نوٹس جاری کرنے کو جُرم قرار دے کر موجودہ سکرٹری اور اسسٹنٹ سکرٹری کو بھی برطرف کرنے کا اعلان کر دیا۔ ۲۸ مئی کو لیگ کا اجلاس صدر صاحب کے زیر صدارت دہلی میں منعقد ہؤا جس میں صدر سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ صدارت سے علیحدہ ہو جائے۔ جب ایسا نہ ہؤا۔ تو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ صدر کو دھکا دے کر کرسی صدارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور ان کی جگہ ایک اور صاحب کو صدر بنا کر چند تجاویز منظور کی گئیں۔ جن میں ایک صدر کے متعلق اظہار ملامت اور عہدہ سے برطرف کرنے کے متعلق بھی ہے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ صدر نے مسلم لیگ کا صدر بنتے ہی ایسا رویہ اختیار کیا جس سے کسی بہتری اور بھلائی کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ اور جس کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ بجائے اس کے کہ کوئی مفید کام کرتی۔ مسلمانوں میں اختلاف و انشقاق بڑھانے کا موجب بن گئی۔ لیکن باوجود اس کے حال کے اجلاس لیگ میں جو سلوک صدر سے کیا گیا۔ وہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی شرم کے قابل۔ اور اسلامی شان کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام تو اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ کہ کسی مجلس میں کسی معمولی سے معمولی مسلمان کی تحقیر و تذلیل کی جائے۔ کجا یہ کہ جس شخص کو اپنا راہ نما تسلیم کیا جائے۔ اس سے وہ سلوک کیا جائے جیسا کہ مسلم لیگ کے صدر سے کیا گیا؛

ہمارے نزدیک مسلمانوں کی تباہی کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ ان میں اطاعت۔ اور فرمانبرداری کا مادہ نہیں رہا۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ اپنے راہ نماؤں اور لیڈروں کی تحقیر و تذلیل کرنا معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح نت نئے فتنے۔ اور جھگڑے پیدا کرتے رہتے ہیں؛

ہم نے مسلم لیگ کے پہلے ناگوار واقعات کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ کہا تھا۔ وہی اب کہتے ہیں۔ کہ مسلمانو! خدارا اپنے اوپر۔ اور اپنی قوم پر رحم کرو۔ ہندو ان لوگوں کو جن کے سایہ تک کو ناپاک سمجھتے تھے گلے ملانے کے لئے کتنے جتن کر رہے ہیں۔ لیکن تم آپس میں بھی اتحاد و اتفاق نہیں کر سکتے۔ اور اس وقت نہیں کر سکتے۔ جبکہ دشمن تمہارے خلاف نہایت خطرناک منصوبے کر رہا۔ اور انہیں عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہے۔

حادثہ بڈھلاڈا کے سلسلہ میں گرفتاریاں

بڈھلاڈا۔ ضلع حصار کا وہ جانکاہ حادثہ جس میں مسلح سکھوں نے بے خبر اور بے گناہ مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے جو ان کے سامنے آیا۔ اسے گولی کا نشانہ بنا دیا۔ اور اس طرح پندرہ مسلمانوں کو جن میں ایک عورت بھی تھی۔ ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اور دس اشخاص مجروح کئے گئے تھے۔ اس کے متعلق کئی ماہ کی تگ و دو کے بعد پولیس نے قاتلوں کو گرفتار کر لیا۔ اب معلوم ہؤا ہے۔ کہ پولیس نے اس جرم کے مفروضہ مددگاروں اور مجرموں کو پناہ دینے والوں کا بھی سراغ لگا لیا ہے۔ اور مقدمہ عنقریب عدالت میں آنے والا؛

اس حادثہ کا ارتکاب کرنے والے مجرم تو بہر حال مجرم ہیں ہی۔ لیکن جن لوگوں نے ان کی امداد کی۔ اور جنہوں نے حادثہ کے بعد ان کو پناہ دی۔ ان کا جُرم بھی معمولی نہیں ہے۔ اور ہم شروع سے ہی ذمہ دار افسروں کو توجہ دلاتے رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کا پتہ لگانے کے لئے بھی وہ پوری سعی سے کام لیں۔ اب یہ اطلاع کہ پولیس نے جرم کے مفروضہ مددگاروں اور مجرموں کو پناہ دینے والوں کا بھی سراغ لگا لیا ہے۔ جہاں تفتیش کرنے اور سراغ لگانے والے افسروں کی قابلیت کی مظہر ہے۔ وہاں ان لوگوں کے لئے بھی ایک حد تک تسلی کا موجب ہوگی۔ جو اس حادثہ سے تعلق رکھنے والے تمام مجرموں کا پتہ لگانے کا مطالبہ کر رہے تھے؛

شیعوں کی طرف سے انتخاب جداگانہ کا مطالبہ

کس قدر حیرت انگیز بات ہے۔ کہ شیعہ صاحبان جو جمہور مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے آپ کو ہندو مسلمانوں کے مخلوط انتخاب کے حامی ظاہر کرتے تھے۔ وہ اب یہ مطالبہ پیش کر رہے ہیں۔ کہ آئندہ نیابتی اداروں میں ان کے لئے علیحدہ نشستیں محفوظ کی جائیں۔ اور ان کا انتخاب مسلمانوں سے جداگانہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ مجلس منتظمہ شیعۃ الصفا پراونشل شیعہ کانفرنس دہلی نے حال میں اس قسم کی قرارداد منظور کی ہے۔

مسلمانوں کے تمام فرقے مل کر بھی چونکہ ہندوؤں کے مقابلہ میں تھوڑے ہیں۔ اس لئے سیاسی لحاظ سے وہ ہر وقت خطرہ کے موقعہ میں ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام ذمہ دار لیڈر مسلمانوں کے سیاسی اتحاد میں ان کی زندگی سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس۔ کہ شیعہ صاحبان اس کے خلاف چل رہے ہیں۔ وہ ذرا غور تو فرمائیں۔ اگر مذہبی عقائد کے اختلاف کی وجہ سے انہیں ۴۴

۴۴۔ علیحدہ نیابت طلب کرنے کا حق ہے۔ تو دوسرے فرقوں کو بھی یہ حق ہونا چاہیئے۔ اور جب سارے فرقے علیحدہ علیحدہ نیابت حاصل کر کے آپس میں کشمکش شروع کر دیں۔ تو غیر مسلموں کے مقابلہ میں کتنا عرصہ ٹھہر سکتے ہیں؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ہمارے سپرد عظیم الشان کام کیا گیا ہے

احباب جماعت کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کا ارشاد

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ مئی ۱۹۳۳ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے اپنی

بعض حکمتوں کے ماتحت

جو ہمارے فہم اور ادراک سے بالا ہیں۔ جماعت احمدیہ کو ایک ایسے کام کے لئے چنا ہے۔ جس کی عظمت اور بڑائی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات بالکل ناممکن نظر آتی ہے۔ کہ اعداد و شمار کے لحاظ سے ایسی کمزور جماعت۔ مال اور دولت کے لحاظ سے ایسی کمزور جماعت۔ علم اور تجربہ کے لحاظ سے ایسی کمزور جماعت اخلاق اور تربیت کے لحاظ سے ایسی کمزور جماعت اس کام کے

دسویں بلکہ ہزارویں حصہ

کو بھی کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ باوجود تمام سامانوں کے فقدان کے۔ باوجود ہر قسم کے مخالف ذرائع کی موجودگی کے۔ کہ ان میں سے بعض ہمارے اپنے ہاتھوں کے پیدا کردہ ہیں۔ اور بعض حالات زمانہ کے۔ اور بعض ہمارے دشمنوں کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ پھر بھی ہماری جماعت ترقی کرتی جاتی ہے لیکن ایسا صرف

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ہو رہا ہے۔ انسانی عقل اور انسانی فہم ان باتوں کو سمجھنے سے بالکل قاصر ہے۔ جب ہماری کوتاہیوں کے باوجود جماعت اس رنگ میں ترقی کر رہی ہے۔ جو حیرت انگیز ہے۔ تو اگر ہمارے دوست اپنے آپ کو فرداً فرداً

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مستحق

بنالیں۔ تو پھر یہ ترقی کتنی شاندار کتنی سریع السیر اور کتنی زود و فساد ہو گی۔ اس کا اندازہ بھی انسانی ذہن نہیں لگا سکتا ہے۔ ابھی تک ایک کثیر جماعت ہمارے احباب کی سست۔ غافل۔ بے پرواہ۔ اور اپنے فرائض سے ناواقف ہے۔ ان ذرائع سے تہی دست ہے۔ جو مذاہب کو بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ وہ

سوز و گداز

وہ گریہ وزاری۔ وہ گرم گرم بہنے والے آنسو۔ وہ انکسار جو انسان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے خدا تعالیٰ کی رحمت اس کی رافت اور اس کے من و احسان کے سامنے لے جا کر پھینک دیا کرتا ہے۔ ابھی ہماری جماعت کے بہت سے افراد میں سے مفقود ہے۔ ہم میں سے ایک بڑے حصہ کے دن اور راتیں ایک سے ہیں۔ ان کے نہ دن بیداری میں کٹتے ہیں اور نہ راتیں بیداری میں گزرتی ہیں۔ اگر راتوں کو ان کے جسم

بے جان مُردے کی طرح

چارپائی پر پڑے رہتے ہیں۔ تو دن کو ان کی روح غفلت کے پردوں میں لپٹی ہوئی۔ صبح سے شام تک کا وقت گزار دیتی ہے ہم ان کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کی راتیں بھی دن ہو گئی ہیں۔ بلکہ یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان کے

دن بھی راتیں بن گئے

ہیں۔ دعاؤں کی وہ رغبت جو انسان کے اندر ایک ایسا ولولہ پیدا کر دیتی ہے۔ جو اسے نچلا بیٹھنے نہیں دیتا۔ بلکہ حرکت پر مجبور کرتا ہے۔ وہ ابھی بہت سے افراد میں نہیں پایا جاتا۔

اپنے نفس کا وہ مطالعہ

جو انسان کو تسبیح پر مجبور کر دیتا ہے۔ نعمائے الٰہی پر وہ گہرا غور جو تحمید اور تقدیس کے کلمات خود بخود زبان پر جاری کر دیتا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانات کا وہ

عظیم الشان احساس

جو بے خبری میں بھی زبان پر درود جاری کر دیتا ہے۔ ابھی تک بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ غرض وہ حالت جس کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ ما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون۔ وہ کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ہمیں یہ تعلیم دی گئی تھی۔ کہ دنیا میں ہوتے ہوئے بھی خدا کے ہو کر رہو ہمیں یہ کہا گیا تھا۔ کہ یہ دین نہیں ہے۔ کہ دنیا کو چھوڑ دو۔ کیونکہ جو شخص

مواقع فتن

سے بھاگ کر علیحدہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ بزدل ہوتا ہے جس کی آنکھیں نہ ہوں۔ وہ اگر کہے۔ میں بدنظری سے بچنے والا ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔ بہرا اگر کہے میں کسی کی غیبت نہیں سنتا۔ تو اس کی کوئی خوبی نہیں۔ جس کی زبان کاٹی گئی ہو۔ وہ اگر کہے۔ کہ میں کسی کو گالیاں نہیں دیتا۔ تو کوئی اس کی تعریف نہیں کرے گا۔ ہمیں کہا گیا تھا۔ کہ دنیا میں رہتے۔ اور لوگوں سے ملتے ہوئے اگر دلوں کو صاف رکھو گے۔ اور کسی وقت بھی کسی حالت میں خدا سے غافل نہ رہو گے۔ تب متقی کہلاؤ گے۔ ہمارے بہت سے دوستوں نے اس کے

ایک حصہ پر عمل

کیا۔ مگر دوسرے پر نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں حکم ہے۔ دنیا سے انقطاع نہ کرو۔ اس لئے ہم اس کی طرف جاتے ہیں۔ مگر وہ دوسرے حصہ کو بھول گئے۔ کہ

دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اس سے علیحدہ

رہو۔ انہیں کہا گیا تھا۔ کہ دنیا میں جاؤ۔ اور تیل مل کر جاؤ۔ تا جس طرح چکنے گھڑے پر پانی نہیں ٹھہرتا۔ اسی طرح دنیوی کششوں کے پانی کی تیز دھار بے شک تم پر گرے۔ مگر تم پر کوئی اثر نہ کرے لیکن ہمارے

بعض دوستوں کی مثال

اس عورت کی سی ہے۔ جو ہر روز اٹھ کر سحری کھاتی۔ مگر روزہ نہ رکھتی تھی۔ ایک دن اس کی مالکہ نے اسے کہا۔ کہ سحری کے

وقت ہم تم سے کوئی کام تو لیتے نہیں۔ اگر تمہیں روزہ نہیں رکھنا ہوتا۔ تو اٹھنے کا کیا فائدہ۔ اس نے جواب دیا۔ کہ بی بی میں نماز نہ پڑھوں۔ روزہ نہ رکھوں۔ سحری بھی نہ کھاؤں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ وہی مثال ہم میں سے بعض کی ہے۔ وہ حصہ جو ان کے مفید مطلب ہے۔ اسے تو لے لیتے ہیں۔ لیکن جس میں ان کو قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں یہ تو یاد رہ جاتا ہے۔ کہ آقا نے کہا تھا۔ کہ جاؤ۔ دنیا میں رہو۔ اور دنیوی معاملات میں حصہ لو۔ مگر یہ بھول جاتا ہے۔ کہ یہ بھی کہا تھا۔ کہ خبردار تمہارا دل دنیا میں نہ پھنسے۔ گویا اتنا یاد رہا۔ کہ دنیا کی نعمتیں خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے پیدا کی ہیں۔ مگر یہ یاد نہیں۔ کہ ان کے آقا نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ

انسان کا دل صرف خدا کے لئے

ہے۔ مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ جبکہ میں سکول میں پڑھتا تھا۔ ایک طالب علم جو بہت مخلص تھا۔ اب فوت ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ وہ ایک دن ایسے ذوق سے ریوڑیاں کھا رہا تھا۔ کہ جس میں

حرص کا رنگ

پایا جاتا تھا۔ اس بات نے میرے دل پر اثر کیا۔ اور اس عمر کے مطابق میں نے سمجھا۔ کہ شائد اس لئے اس قدر جلدی جلدی کھا رہا ہے۔ تا دوسرے لڑکے آکر شامل نہ ہو جائیں۔ اس پر مجھے تعجب ہوا۔ اور میں نے پوچھا۔ کہ اس قدر جلدی کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ سنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ریوڑیاں بہت پسند ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوائی ایسٹرن سیرپ کا بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ جو بہت کڑوی ہوتی ہے۔ میں نے کہا۔ کہ آپ صرف ریوڑیاں ہی نہیں کھاتے۔ بلکہ ایسٹرن سیرپ کو بھی پسند فرماتے ہیں۔ آپ بھی کیوں نہیں استعمال کرتے۔ غرض

ہماری جماعت کا ایک حصہ

اس چیز کو تو لے لیتا ہے۔ جو میٹھا ہے۔ وہ جب سنتا ہے کہ عیسائیت نے

رہبانیت کی تعلیم

دی ہے۔ تو قرآن کریم اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کو ہاتھ میں لیکر کہتا ہے۔ کہ رہبانیت کے مقابلہ میں یہ کیا ہی اچھی تعلیم پیش کرتی ہیں۔ جب ہندو مذہب کے ماننے والے اس کے سامنے اپنے بزرگوں کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ وہ کس طرح سالہا سال الٹے لٹکے رہتے۔ سردیوں میں ٹھنڈے پانی میں کھڑے رہتے۔ اور گرمیوں میں آگ کے سامنے بیٹھے رہتے۔ پھر سورج کی طرف دیکھتے رہتے۔ تو ہمارا وہ حصہ مسکراتے ہوئے سر ہلا کر کہتا ہے کہ یہ

اسلام کی فوقیت

ہے۔ کہ وہ ایسی باتوں سے منع کرتا ہے۔ اور ہمارے مذہب نے اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو رد کرنے سے روکا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ اما بنعمۃ ربک فحدث یعنے اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو استعمال کرو۔ وہ یہ تو کہتے ہیں۔ مگر ان کو دوسری آیتیں بھول جاتی ہیں۔ کہ

خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں

تمہاری جانیں۔ تمہارے مال۔ بیوی بچے۔ ماں باپ۔ بھائی بہن۔ دوست عزیز سب ہیچ ہیں۔ اگر ان کی محبت تمہیں خدا اور رسول اور دین کے مقابلہ میں کچھ بھی وزن رکھتی معلوم ہو۔ تو تم کسی کام کے نہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے

مومن کی جان و مال

کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔ وہ بھول جاتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض یعنے کیا تم ایک حصہ کو قابل عمل سمجھتے ہو۔ اور دوسرے کو ترک کر دیتے ہو۔ یہ کونسی قربانی ہے۔ کونسی فدائیت ہے۔ جو ہم سے آدھا حصہ چھڑوا دیتی ہے۔ اور صرف آدھا منواتی ہے اور آدھا حصہ بھی وہ۔ جو میٹھا ہے۔ جب تک ہماری جماعت میں یہ بیداری نہ پیدا ہو جائے۔ اس وقت تک وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے کسی بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ کئی نادان سمجھتے ہیں۔ ہم پڑھے ہوئے نہیں۔ ہم ان باتوں کو کہاں سمجھ سکتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا دین صرف پڑھے ہوئے لوگوں کے لئے نہیں بلکہ وہ

ہر عالم و جاہل کے لئے

ہے۔ بالکل موٹے اصول ہیں۔ سیدھی سادھی باتیں ہیں۔ خدا کو ایک قرار دینا۔ یعنے

اس کے مقابل پر ہر چیز کو ہیچ

سمجھنا۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول ماننا۔ یعنے یہ سمجھنا کہ تمام نیکیاں صرف آپ کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس کے لئے کونسے علم کی ضرورت ہے۔ کبھی کسی نے اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کہ کوئی اسے بتائے۔ کہ اسے

خدا سے زیادہ محبت

ہے۔ یا بیوی بچوں سے۔ وہ خدا کے لئے زیادہ وقت صرف کرتا ہے۔ یا اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے ہر جاہل سے جاہل انسان اسے محسوس کر سکتا ہے۔ کیا کوئی ایسا بھی انسان ہے جو کہے۔ کہ مجھے کوئی بتائے۔ میں اپنی بیوی سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ یا غیر عورت سے۔ مجھے بتایا جائے۔ کہ مجھے اپنے بیٹے سے زیادہ محبت ہے۔ یا ہمسائے کے بیٹے سے۔ اگر آج تک کسی نے یہ باتیں کسی عالم سے دریافت کی ہوں۔ تو میں کہتا ہوں۔ وہ حقدار ہے۔ کہ کہے۔

لا الٰہ کے معنی

میری سمجھ میں نہیں آتے۔ کوئی مجھے سمجھائے۔ اگر وہ یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ بیٹا زیادہ پیارا ہے۔ یا ہمسائے کا بچہ۔ تو کیا وہ یہ معلوم نہیں کر سکتا ہے کہ اسے خدا زیادہ پیارا ہے۔ یا اپنے بیوی بچے لا الٰہ کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا کے مقابلہ میں وہ کسی چیز کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ صرف زبان کا اقرار کچھ چیز نہیں۔ زبان سے جھوٹ موٹ کہنا کوئی خوبی نہیں۔ اس میں تو ایک دیہاتی زیادہ ہنرمند ہوتا ہے۔ ایک تحصیلدار یا گرداور یا کوئی اور افسر آکر اسے ایک کام کہتا ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے۔ کہ ہاں جی آپ ہمیں کون عزیز ہے۔ ضرور کام کر دیا جائے گا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر مقابلہ کا وقت آئے۔ اور اس کے کسی بچہ یا رشتہ دار کے مقابلہ میں ایک ڈپٹی کی جان آجائے۔ تو وہ اس کی کوئی پروا نہ کرے گا۔ اور اپنے بچہ کو بچانے کی کوشش کرے گا۔ اسی طرح ان لوگوں کا حال ہے۔ زبان سے تو کہتے ہیں۔ مگر بیوی بچوں کے مقابلہ میں اپنے نفس کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ کی بات کو ترجیح نہیں دیں گے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ انہیں

لا الٰہ پر ایمان نہیں

اس میں کونسی باریک بات ہے۔ جو سمجھ میں نہیں آسکتی۔ یہ چیز ہے۔ جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ اور جب تک یہ خیال رہے گا کہ اس کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ یہ حاصل نہ ہو سکے گی۔ وہ جو یہ کہتا ہے۔ کہ ہم دین کو بغیر علم کے نہیں سیکھ سکتے۔ وہ

دنیا کو گمراہ کرنے والا

ہے۔ علم کے اور فوائد ہیں۔ مگر

دین انسان کی فطرت میں

ہے۔ قرآن کریم جسطرح ظاہری صورت میں ہے۔ اسی طرح انسان کے دل پر بھی لکھا ہوا ہے۔ اور کوئی بات نہیں۔ جو باہر سے کسی سے سیکھنی پڑے۔ پس ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت میں وہ تبدیلی پیدا ہو۔ جس کے ساتھ

خدا تعالےٰ کی نصرت

حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اگر دین یہیں تک رہے۔ کہ لوگ خطبے سننے کے لئے آجائیں۔ تو یہ کوئی فائدہ مند چیز نہیں۔ خطبوں میں تو غیر احمدی بھی بکثرت آجاتے ہیں۔ لیکن اگر سنکر اور کپڑے جھاڑ کر چلے گئے۔ اور کسی بات پر عمل نہ کیا۔ تو آنے سے کیا فائدہ۔ ہمیں کہا تو یہ گیا تھا۔ کہ دنیا میں جاؤ۔ مگر چکنے گھڑے کی طرح رہو۔ لیکن ہم میں سے بعض دنیا میں ایسے دھنس گئے۔ کہ

دین کی مجلسوں کے لئے چکنے گھڑے

ہو گئے۔

پس جب تک ہر احمدی کو خواہ وہ عالم ہو۔ یا جاہل۔ امیر ہو یا غریب۔ بڑا ہو۔ یا چھوٹا۔ یہ محسوس نہیں ہوتا۔ کہ دین کا سمجھنا مشکل نہیں۔ اسلام کا وہ ایسا ہی مخاطب ہے۔ جیسے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

جب تک اس کے اندر ایسی تبدیلی نہیں پیدا ہوتی۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں پر غالب

ہو۔ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے وہ خاص فضل نہیں نازل ہو سکتے جن کے بغیر یہ کام جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ اس کا ہونا مشکل ہے یہ تبدیلی کرو۔ پھر دیکھو۔ تمہاری روح میں کتنی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے تمہاری باتوں کو کس شوق سے سنتے۔ اور مانتے ہیں۔

تبلیغ کا کام

کس قدر آسان ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ یعنے انہیں عبادت سے خالی نہ رکھو۔ خود عبادت کرو۔ اور بیوی بچوں کو اس کے لئے نصیحت کرو۔ میں نے پچھلے سال نصیحت کی تھی۔ کہ ہماری جماعت کے دوست کم سے کم

جمعہ کی رات کو تہجد

پڑھنے کی عادت ضرور ڈالیں۔ ان دنوں اس کا چرچا رہا لیکن اب جو میں نے تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پھر سستی پیدا ہو گئی ہے۔ ہزاروں نے اس وقت

تہجد کی نماز

شروع کر دی تھی۔ بلکہ کئی نے تو دوسرے ایام میں بھی شروع کر دی۔ مگر پھر چکر لگا کر اسی جگہ آ گئے۔ جہاں سے چلے تھے۔

ان کی مثال

اس کمزور جانور کی سی ہے۔ جسے جب تک اس کا آقا ہانکتا رہے وہ چلتا رہتا ہے۔ اور جب چھوڑ دے۔ تو کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب تک ان کو ہانکا جائے چلتے ہیں۔ اور جب چھوڑ دیا جائے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور نہیں جانتے۔ کہ ایسی نیکیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ان کا ثواب تو ہانکنے والے کو ملے گا۔ جو جانور ہانکنے سے چلے۔ وہ اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

ایسے آدمیوں کی نیکیاں

تو اسکی ہیں۔ جس نے انہیں ہانکا۔ اصل نیکی اسی کی ہے۔ جس نے ایک دفعہ نصیحت کو پلے باندھ لیا۔ اور پھر اس پر برابر عمل کیا اسی طرح میں نے

تبلیغ کی تحریک

کی۔ تو ابتداء میں بہت جوش پیدا ہوا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد پھر سرد ہو گیا۔ قادیان کے لوگ اس بات کے عادی ہو چکے ہیں۔ کہ جس طرح جانور کے پیچھے کوئی سونٹا لے کر چلتا ہے اسی طرح ان کے پیچھے کوئی ہانکنے والا ہو۔ اس طرح وہ چلتے جاتے ہیں۔ جونہی ہانکنے والا پیچھے ہٹے۔ وہ بھی ٹھہر جاتے ہیں۔ چاہیئے تھا۔ کہ وہ دوسروں کو جگاتے۔ مگر یہاں کے

عوام کیا اور افسر کیا

خود محتاج ہیں۔ کہ جس طرح بے ہوش آدمی کے مونہہ پر پانی کا چھینٹا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کو بھی چھینٹا دے کر کوئی ہوش میں لاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ تو ستار ہے۔ اور اس کے بندوں کو بھی ستار ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر میں اسی وقت کہوں۔ کہ جن لوگوں نے

اس ہفتہ میں تبلیغ

کی ہے۔ وہ کھڑے ہو جائیں۔ تو تمہاری کتنی پردہ دری ہو۔ اور اگر اس تین ہزار کے قریب کے مجمع میں سے صرف سات آٹھ کھڑے ہوں۔ تو تمہاری کتنی ناک کٹے۔ مگر میں ایسا کرتا نہیں۔ یاد رکھو

ہر چیز کی ایک حد

ہوا کرتی ہے۔ ایمان کی بھی ایک حد ہے۔ اور کفر کی بھی سستی کی بھی۔ اور ہوشیاری کی بھی۔ نیند کی بھی بیداری کی بھی تمہارے سامنے

کتنا عظیم الشان کام

ہے۔ اس کے لئے بیداری پیدا کرو۔ پہلے اپنے نفسوں کے اندر بیداری پیدا کرو۔ اور پھر دوسروں کے اندر۔ تم نے

ڈیڑھ ارب مخلوق

کو اسلام میں داخل کرنا ہے۔ ذرا سوچو تو سہی تمہاری کوششیں کیا اس کے مطابق ہیں۔ پھر ہماری کوششیں کچھ نہیں کر سکتیں۔ جب تک دل پگھل نہ جائیں۔ اور آستانہ الٰہی پر اس طرح نہ گر جائیں۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں

آ جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے تمہیں ہوشیار کرتا ہے۔ کہیں مخالفوں کو مخالفت کا جوش دلاتا ہے۔ کہیں آپس میں ہی لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے۔ اور اس سے وہ چاہتا ہے۔ کہ تم بیدار ہو جاؤ۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ تمہارے اندر ایمان ہے۔ جب ایمان باقی نہ رہے۔ تو خدا تعالیٰ چھوڑ دیتا ہے۔ اور بیدار نہیں کرتا افعال الٰہی شاہد ہیں۔ کہ اس وقت تک

ہمارے اندر کامل ایمان والے

باقی ہیں لیکن اس بیداری سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ تمہارا ایک دوست اس وقت جبکہ تم سوتے ہو۔ تمہیں آواز دیتا ہے۔ اور تم جاگ اٹھتے ہو۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ

خدا تعالیٰ کی آواز

سے بیدار نہیں ہوتے۔ ایک ننھے سے بچے کی کسقدر چھوٹی سی آواز ماں کو جگا دیتی ہے۔ حالانکہ ماں اور بیٹے سے زیادہ گہرے تعلقات خدا اور بندے کے ہیں۔ پھر جب خدا کہتا ہے کہ اٹھو۔ تو کیوں تم میں بیداری پیدا نہیں ہوتی۔ اور کیوں تم گھروں سے باہر نہیں نکلتے۔ تاکہ دوسروں کو بیدار کرو۔ اس

زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا

خدا خود آسمان سے اترا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر اترا۔ آپ کے قلم پر اترا۔ آپ کی زبان پر اترا۔ وہ قلم کے ذریعہ سے چلایا۔ اور ۲۳ سال تک چلاتا رہا۔ دنیا میں نہیں۔ بلکہ کھلے الفاظ میں اس نے کہا۔ کہ

دنیا تباہ ہونے والی ہے

اس لئے بیدار ہو جاؤ۔ وہ آپ کی زبان پر نازل ہوا۔ اور کھلے الفاظ میں اس نے بیدار کیا۔ اور چلایا۔ بادشاہ اور آقا ہونے کے باوجود

درد کی آواز

سے چلایا۔ ایسی درد کی آواز کہ جو دردِ زہ والی عورت کی آواز سے بھی زیادہ دردناک ہو۔ اور کہا۔ میرے بندو اٹھو۔ مگر دنیا سوتی رہی۔ اور اس نے کروٹ تک نہ بدلی۔ کئی اٹھے۔ اور انہوں نے کمریں کس لیں اور اسی حالت میں جانیں دیدیں۔ اور

خدا کی رحمت میں

داخل ہو گئے۔ کئی ایک نے کمریں کسیں۔ اب تک بیدار ہیں۔ اور اگر خدا کی رحمت شامل حال رہی۔ تو موت تک بیدار ہی رہیں گے مگر کئی ایک اٹھے۔ اور تھوڑی دیر کام بھی کیا۔ مگر پھر سو گئے۔ کئی بیدار ہوئے۔ اور مثلاً وضو کے لئے

پانی لینے کی غرض

سے لوٹا لے کر گھڑے کے پاس گئے۔ گھڑے پر ہاتھ رکھا۔ اور سو گئے کئی ایک نے آنکھیں کھولیں۔ مگر لیٹے پڑے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں جانتے۔ کہ ہم

سوتے ہیں یا جاگتے

ہیں جاہل۔ عالم امیر غریب سب اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ پہلے اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ اور پھر دوسروں کے اندر۔ یہ

عذاب قیامت کا دن

ہے۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ تمہارے لئے امن ہے۔ جس قیامت سے بچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ وہ سر پر ہے۔ جب تک ہم اپنے لئے خود موت قبول نہ کریں گے۔ اس وقت تک یہ عذاب نہیں ٹلے گا۔ وہ عذاب سر پر ہے۔ اس لئے غفلت میں مبتلا ہو کر

سستی مت کرو

اور یہ خیال نہ کرو۔ کہ اب گرمی ہے۔ سردیاں آئیں۔ تو تبلیغ کریں گے۔ اگر سردیوں سے پہلے ہی تم یا وہ لوگ جنکو تم نے تبلیغ کرنی ہے مر گئے تو خدا کو کیا جواب دو گے۔ خدا تعالیٰ نے بندوں کے لئے ہر قسم کی سہولتیں رکھی ہیں۔ آج کل دن میں اگر نہیں۔ تو رات کو تبلیغ بہت اچھی ہو سکتی ہے۔ پس اس

کام کی اہمیت

کو سمجھو۔ اور اس کے لئے تیاری کرو۔ تا ظاہری طور پر جو نور تمہیں حاصل ہوا ہے۔ وہ تمہارے دل میں بھی پیدا ہو جائے۔ کیونکہ جب تک آنکھوں میں بصارت نہ ہو۔ باہر کی روشنی کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ظاہر میں جو نور بخشا ہے۔ اسے دل میں بھی پیدا کرو۔

تحقیق الادیان

ویدک دھرم اور فرقۂ نسواں

عورت کی انتہائی ذلت

نسائیات کی تاریخ پر عبور رکھنے والے جانتے ہیں۔ کہ ایک طویل زمانہ دنیا پر ایسا گزرا ہے۔ جبکہ عورت حیوان سے بدتر سمجھی جاتی اسے انتہائی ذلت و حقارت سے دیکھا جاتا اس کے حقوق کی ادائیگی درخور اعتنا نہ سمجھی جاتی۔ گویا وہ بظاہر انسانی صورت میں حیوانوں سے بدتر ایک مخلوق تھی۔

اسلام کا عظیم الشان احسان

ایسی حالت میں جب کہ بے کسی فرقہ نسواں پر مسلط تھی۔ جبکہ ذلت و ادبار نے اس کے نشوو ارتقار کی قابلیتوں کو تباہ کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اس نے اسلام کے ذریعہ طبقہ نسواں کو درجہ انسانیت عطا کیا۔ اور اسے اپنی قابلیتوں کے اظہار کا موقع دیا۔

اہل مذاہب کی بیداری

طبقہ نسواں کے متعلق اسلام کی تعلیم نے دنیا کے تمام مذاہب کی آنکھیں کھول دیں۔ انہوں نے بھی عورتوں کو کچھ حقوق دینے شروع کئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اس قدر خود فراموش ہو گئے کہ جلدی ہی یہ کہنے لگ گئے۔ کہ ہمارے سوا دنیا کے اور کسی مذہب نے عورتوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھا۔ وہ اسلام کے خوشہ چین ہو کر اس کی خوشہ چینی سے انکار کرنے لگے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے روشنی حاصل کرتے ہوئے اسے اپنی قابلیت کا کرشمہ بتانے لگے۔

منو کے احکام

ایسے ہی مذاہب میں سے ایک آریہ مذہب بھی ہے۔ اس مذہب کے اپدیشک بڑے زور شور سے کہا کرتے ہیں کہ سوائے ویدک دھرم کے اور کسی مذہب نے عورتوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھا۔ مگر وہ اپنے اس دعوٰی میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔ اس کا پتہ ذیل کے حوالجات سے لگ سکتا ہے۔ جو ویدک دھرم کے دستور العمل منوسمرتی سے لئے گئے ہیں۔ منو باب ۹ شلوک ۱۹ میں لکھا ہے۔ "بدفعلی کرنا عورتوں کی عادت ہے یہ وید میں پہلے لکھا ہے۔" اسی طرح آتا ہے۔ "عورت تدبیر نیک سے محفوظ ہو تاہم بداطواری و تلون و بے وفائی و عادات ان باتوں سے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے"۔ (باب ۹ شلوک ۱۵)

"اہل مطلب سفر کرنے سے پہلے عورت کے کھانے پینے کا بندوبست کر دے تب پردیس کو جائے۔ کیونکہ بھوک کی شدت سے حیادار عورت بھی دوسرے مرد کی خواہش کریگی" ۷۴

"لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کرے کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے لائق نہیں ہیں۔" ۹-۳

"حکم کر کے اچھے آدمی سے عورت گھر میں محفوظ کی گئی اس پر بھی محفوظ نہیں ہوتی۔" ۹-۱۲

"عورتیں صورت و عمر کو نہیں دیکھتی ہیں خوبصورت ہو یا بدصورت ہو لیکن مرد ہو اسی کو بھوگ کرتی ہیں۔" ۹-۱۴

"عورت ظرف کی صورت ہے اور تخم مرد کی صورت ہے ظرف اور تخم کی آمیزش سے ہیئت جسم داروں کی پیدائش ہے۔" (۹-۳۳)

بے پناہ مظالم کا نقشہ

ان حوالجات سے یہ باتیں عیاں ہیں کہ عورت کو محض ایک عیاشی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اسے اونٹ گائے اور بیل وغیرہ سے شابہت دی گئی ہے۔ اس کے اندر کسی خوبی کو تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ کہا گیا ہے کہ ہر حالت میں عورت کی عادت بدفعلی کرنا ہے۔ وہ بداطوار۔ متلون مزاج۔ بے وفا شوہر کو رنجیدہ کرنے والی ہوتی ہے بھوک کی شدت ہو۔ تو حیادار عورت بھی دوسرے مرد کی خواہش کرنے لگتی ہے اس وجہ سے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ لڑکپن میں باپ جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورت کی حفاظت کرے۔ کیونکہ وہ کسی حالت میں بھی خود مختار رہنے کے قابل نہیں۔ تعجب ہے کہ عورتوں کے متعلق جن لوگوں کی مذہبی کتب میں ایسی شرمناک تعلیم درج ہے۔ وہ بھی یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ انہوں نے عورتوں کو ان کے تمام حقوق دیدئے۔ بلکہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس میں عورتوں کے حقوق اور جذبات کا خیال نہیں رکھا گیا۔

نیوگ کی اجازت

پھر عورت کی قدر و قعت جو ویدک دھرم کے نزدیک ہے اس کا پتہ نیوگ کی تعلیم سے بھی لگ سکتا ہے۔ نیوگ جس کی تفاصیل بارہا بیان کی جا چکی ہیں فحش کاری اور زناکاری کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور اس کی وسیع پیمانہ پر اجازت دینا اور اس کے مقابلہ میں دوسری شادی کی ممانعت کرنا ظاہر کرتا ہے کہ آریہ سماج میں عورت کے لئے عزت کا کوئی درجہ نہیں۔ ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند جی نے وید کی اس تعلیم کو نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اور نہ صرف شادی شدہ عورت کو جس کا خاوند موجود ہو۔ گیارہ تک غیر مردوں سے اولاد کی خاطر خاص تعلق پیدا کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگر اپنے خاوند سے صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ لڑکے پیدا نہ ہوں۔ تو بھی دوسرے مردوں سے تعلقات جوڑ کر لڑکے پیدا کرنے چاہئیں۔ اور اگر خاوند پردیس گیا ہوا ہو اور اس پر چند سال گزر جائیں۔ تو عورت کو اجازت ہے۔ کہ غیر مردوں سے اولاد پیدا کر لے۔ اور جب اس کا خاوند آئے۔ تو اس کے سامنے پیش کر دے۔ اسی طرح مردوں کو کھلی اجازت دی گئی ہے، کہ گیارہ غیر عورتوں تک سے تعلقات پیدا کر لیں۔ اور انتہا یہ ہے۔ کہ نہ صرف اولاد پیدا کرنے کی آڑ میں اس فحش کاری کو جاری کیا گیا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ اگر مرد یا عورت جوان ہوں۔ اور نہ رہ سکیں۔ تو بھی نیوگ کر لیں۔

دیانندی تہذیب

یہ ہے وہ ویدک دھرم کی تعلیم جو عورتوں کے متعلق دی گئی ہے۔ اور اس طرح ان کے شرم و حیا۔ ان کی عفت و عزت ان کی غیرت و حمیت کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نکاح بیوگان کے متعلق ویدک تعلیم

اسی طرح ویدک دھرم میں اور بھی کئی ایسی باتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک عورت نہایت حقیر چیز ہے۔ چنانچہ مشہور تعلیم ہے کہ کسی بیوہ عورت یا لڑکی کو جس کی عمر خواہ کتنی ہی چھوٹی ہو۔ اور اسے اتنا بھی علم نہ ہو کہ میری شادی کب ہوئی تھی اجازت نہیں کہ وہ دوبارہ شادی کر سکے۔ ہندو صاحبان کو چاہیئے کہ وہ بتائیں ان کے دھرم نے کس فائدہ کو مد نظر رکھکر بیوہ عورتوں کو شادی کرنے سے منع کیا ہے کیا ایک بیوہ عورت اور خصوصًا ایسی عورت میں جو بیوہ ہونے کے بعد سن بلوغ کو پہنچی ہو وہ جذبات نہیں ہوتے۔ جو صرف شادی کے ذریعہ پورے ہو سکتے ہیں یا کیا اس کا دل نہیں چاہتا کہ اس کی گود بھری ہو یا کیا وہ اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ اس کی عزت و حرمت کا محافظ اس کے کھانے پینے کا انتظام کرنے والا ایک مرد اس کا سرپرست ہو ضرور پسند کرتی ہے۔ پھر بتایا جائے کہ عورتوں نے کون ایسا گناہ کیا ہے جس کی پاداش میں ہندو دھرم انہیں ایسی سخت سزا دیتا ہے جو ان کی فطرتی خواہشات کو کچل کر انہیں زندہ درگور کرنے والی ہے

دراصل منجملہ دیگر نقائص کے یہ بھی ایک ایسا تعلیمی نقص ہے کہ حالات زمانہ سے مجبور ہو کر اب آریہ صاحبان نکاح بیوگان کے بارے میں اسلامی تعلیم کی طرف عود کر رہے ہیں اور ودھوا وواہ کا طریق ان میں جاری ہو چکا ہے۔

"پیغام صلح" کی نکتہ آفرینی

اخبار پیغام صلح مجریہ ۱۱ راپریل ۱۹۳۳ء میں مولوی عصمت اللہ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی عبارت تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علیٰ قلوبھم فھم لا یقبلون (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷) کی تشریح کرتے ہوئے "ایک لطیف نکتہ" کے ذیلی عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں۔

"فھم لا یقبلون میں ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے۔ اور وہ یہ کہ لا یؤمنون ان چیزوں کے مقابل پر بولا گیا ہے جن کا وجود جزو ایمان ہے۔ اور لا یقبلون ان چیزوں کے مقابل پر کہا گیا ہے۔ جن کا وجود جزو ایمان نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ لا یقبلون کہنے والا مدعی نبوت نہیں۔ مدعی نبوت ہوتا۔ تو لا یقبلون نہ کہتا۔"

مولوی صاحب کے نزدیک جیسا کہ عبارت محولہ بالا سے ظاہر ہے۔ لفظ ایمان اور قبول میں یہ فرق ہے۔ کہ اول الذکر کا استعمال ان چیزوں کے متعلق ہوتا ہے۔ جن کا ماننا جزو ایمان ہوتا ہے۔ اور اسے مدعی نبوت ہی استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن مؤخر الذکر لفظ کا استعمال ان چیزوں کے متعلق ہوتا ہے۔ جنکا ماننا جزو ایمان نہیں ہوتا۔ اور اس کا استعمال غیر نبی کرتا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے منکرین کی نسبت لا یقبلون (قبول نہیں کرتے) کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ آپ کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ اور نہ ہی آپ مدعی نبوت ہیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا۔ ورنہ وہ ہرگز یہ نتیجہ نہ نکالتے۔ کیونکہ حضور نے اپنی کتابوں میں متعدد مقامات پر اپنی نسبت ایمان کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جن میں سے ذیل میں چند حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں

(۱) مخالفین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں" وان تؤمنوا او لا تؤمنوا لن یترک اللہ المجید الذی ارسلہ المولیٰ" یعنے خواہ تم ایمان لاؤ۔ یا نہ لاؤ۔ خدا اپنے اس بندے کو جسے اس نے ہدایت خلق کے لئے بھیجا ہے۔ ہرگز نہیں چھوڑے گا (خطبہ الہامیہ صفحہ ۷۶)

(۲) " وان انکاری حسرات علی الذین کفروا ابی وان اقراری برکات للذین یترکون الحسد ویؤمنون" یعنے میرا انکار منکروں پر حسرت کا باعث اور میرا اقرار ان کے لئے جو حسد چھوڑ کر ایمان لاتے ہیں۔ برکتوں کا موجب ہے۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۳)

(۳) البلایا کثیرۃ ولا ینجیکم الا الایمان یعنے بلائیں بہت ہیں۔ اور تمہیں صرف ایمان ہی نجات دے سکیگا۔ (خطبہ الہامیہ ص۳۶)

(۴) وکنا الجئنا بنص القرآن الی ان نؤمن بخلیفۃ مناھو آخر الخلفاء علی قدم عیسیٰ۔ وما کان لمؤمن ان یکفر بہ فانہ کفر بکتاب اللہ ولا یفلح الکافر حیث اتیٰ۔ یعنے ہم قرآن کی نص کے رو سے اس بات پر مجبور ہو گئے۔ کہ اس بات پر ایمان لائیں۔ کہ آخری خلیفہ اسی امت میں سے ہوگا۔ اور وہ عیسٰے کے قدم پر آئے گا۔ اور کسی مومن کی مجال نہیں۔ کہ اس کا کفر کرے۔ کیونکہ یہ قرآن کا کفر ہے۔ اور کافر جہاں جائے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۴۱)

(۵) وانا اشقی الناس رجلان ولا یبلغ شقاوتھما احد من الانس والجان۔ رجل کفر بخاتم الانبیاء۔ ورجل آخر ما امن بخاتم الخلفاء یعنی تمام لوگوں سے زیادہ بدبخت دو آدمی ہیں۔ اور ان کی شقاوت کو جن و انس سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ایک وہ آدمی جو حضرت خاتم الانبیاء پر ایمان نہ لایا۔ اور دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء (یعنے حضرت مسیح موعود) پر ایمان نہ لایا۔ (الہدیٰ ص۵)

(۶) فما امنوا بمثیل عیسیٰ کما لم تؤمن الیھود بعیسیٰ من قبل یعنے اس زمانہ کے مسلمان مثیل عیسٰے پر ایمان نہ لائے جیسے کہ یہود عیسیٰ پر ایمان نہ لائے۔ (الہدیٰ ص۱۵۸)

(۷) وان اللہ قدر المنایا والعطایا لھذا الزمان للذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک سیعطون من عطایا الرحمٰن یعنے خدا نے اس زمانہ کے لئے موتیں اور عطایا مقدر کی ہیں۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا۔ انہیں خدائے رحمان کی عطایا سے دیا جائے گا۔ (استفتاء ص۳)

(۸) الہام قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون۔ تو کہدے کہ میرے پاس اللہ کی طرف سے شہادت موجود ہے۔ سو کیا تم ایمان لاؤ گے۔ (حقیقۃ الوحی ص۷۱)

(۹) الہام لعلک باخع نفسک علی ان لا یکونو المؤمنین۔ شائد تو اپنے آپ کو ان کے ایمان نہ لانے پر ہلاک کر دیگا۔ (حقیقۃ الوحی ص۸)

کیا امید کی جائے۔ کہ مولوی عصمت اللہ صاحب ان حوالجات

حضرت مسیح موعودؑ کی مشہور کتاب

اسلامی اصول کی فلاسفی برما زبان میں

تمام برما کے احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ جہاں اور بہت سی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ وہاں اب بفضل خدا برما زبان میں بھی نہایت عمدہ سلیس اور بامحاورہ ترجمہ پورے ایک سال اور چار ماہ کی مسلسل کوشش کے بعد شائع ہو گیا ہے جسکی از حد ضرورت تھی۔ یہ جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب پریذیڈنٹ انجمن ترقی اسلام سکندر آباد جنکو خدا تعالےٰ نے خدمت اسلام کا خاص جوش اور اخلاص دیا ہے۔ کی قربانی کا نتیجہ ہے انہوں نے ایک معقول رقم عطا کی۔ ترجمہ کی تحریک انہوں نے اس عاجز کو ۱۹۳۰ء میں معرفت جناب ناظر صاحب اعلیٰ کی تھی۔ اور اس کام کو جماعت احمدیہ مانڈلے نے اپنے ذمہ لے کر پورا کیا۔ اور ترجمہ کرانے پر ایک معقول رقم خرچ کی۔ جسمیں جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مانڈلے نے اور جناب ڈاکٹر گوہر الدین صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ پہلا ترجمہ جب اہل علم لوگوں کو دکھلایا گیا۔ تو وہ اس کتاب کی شان سے گرا ہوا تھا۔ اس پر جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب نے پھر دوبارہ ترجمہ کرانے کے لئے ہمت دلائی چنانچہ ترجمہ کا کام دوبارہ رنگون میں اس عاجز نے شروع کر دیا۔ اور اس کتاب کی اشاعت میں برما کے دیگر احمدی دوستوں نے بھی حصہ لیا جن کا شکریہ کتاب کے مقدمہ میں نام بنام کر دیا گیا ہے۔ اب اس کتاب کی اشاعت کرنا۔ اور اہل علم لوگوں تک پہنچانا ہر ایک دوست کا فرض ہے۔ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کی عظمت قائم کی۔ ہر ایک مذہب والا جب اس کتاب کو پڑھتا ہے۔ تو اسلام کی عظمت کا قائل ہو جاتا ہے چنانچہ جس برمانے ترجمہ کیا۔ اور جو نہایت لائق اور مشہور زباندان ہے۔ اس پر اس کتاب کا نہایت گہرا اثر ہوا۔ سو دوستوں کا فرض ہے کہ اسکو جلد سے جلد لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں کتاب تقریباً اڑھائی سو صفحہ کی ہے۔ کاغذ عمدہ ہے۔ قیمت ۸ رکھی گئی ہے۔ اصل خرچ ایک روپیہ ہے۔ اور متفرق اخراجات کے لئے جو اسکی اشاعت کو وسیع کرنے کیلئے ہونگے۔ ۸ خرچ رکھا گیا۔ جو احمدی دوست کتاب منگوا کر فروخت کریں گے۔ انکو ایک روپیہ پر دی جائے گی۔ اور ۸ ان کے خرچ وغیرہ کے لئے دیئے جائینگے اور یہ کتاب اس پتہ سے مل سکتی ہے:

Dr. Atta Ullah Sb. Town dispensary Shanzu (mandlay) U. Burma.

(خاکسار سید محمد لطیف سکرٹری تبلیغ و اشاعت انجمن احمدیہ رنگون)

وصیتیں

۳۶۹۴ :- منکہ میراں بخش ولد اللہ دتہ قوم جٹ گنگہ پیشہ دکانداری عمر پچاس سال تاریخ بیعت ماہ فروری ۱۹۱۰ء ساکن شیخ پور ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۳/۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا ایک کچا خام مکان واقعہ آبادی شیخ پور ضلع گجرات میں ہے جس کی قیمت موجودالوقت تقریباً ۵۰۰ روپیہ ہے۔ نیز میری زرعی اراضی موروثیت تقریباً ۱۲ کنال واقعہ رقبہ شیخ پور تحصیل گجرات میں ہے۔ جس کے مالک مسمیان ہانڈہ ولد محمد خاں قوم وڑائچ گل محمد ولد صاحبزادہ وغیرہ پیراندتہ ولد وسوندی وغیرہ اقوام جٹ وڑائچ ساکن شیخ پور تحصیل گجرات ہیں۔ جو غیر احمدی ہیں۔ اراضی مذکور کے متعلق میں بروئے قانون انتقال رہن بیع یا ہبہ بلا رضامندی مالکان مذکور نہیں کرسکتا۔ اس لئے میں اس کا کوئی حصہ بذریعہ وصیت نقل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا میں یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ اپنی زندگی میں اراضی مذکورہ کی پیداوار کا ۱/۸ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہونگا۔ مکان کے ۱/۸ حصہ کی قیمت بھی اپنی زندگی میں ادا کردونگا۔ اگر بالفرض قیمت مکان ادا نہ ہوسکے تو میرے ورثا ادا کردیں گے۔ اس کے علاوہ میری ایک معمولی دوکان موضع شیخ پور میں چل رہی ہے۔ اس کے خالص منافع کا بھی ۱/۸ حصہ اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ لہٰذا وصیت نامہ بذا لکھ دیتا ہوں۔ کہ سند رہے مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۲ء۔ العبد: منشی میراں بخش ولد اللہ دتہ قوم جٹ گنگرہ ساکن شیخ پور تحصیل گجرات موصی۔ گواہ شد:- غلام محمد سیکرٹری انجمن احمدیہ شیخپورہ ضلع گجرات۔ گواہ شد:- میراں بخش پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شیخ پور ضلع گجرات

نوٹ: موازی ۱۲ کنال جو اراضی موروثی درج ہے۔ اس کی قیمت ۴۰ روپیہ فی کنال اس وقت ہے۔ یعنی کل ۱۲ کنال اراضی کی قیمت ۴۸۰ روپیہ ہے۔ اور دکان میں جو اس وقت مال موجود ہے۔ وہ قیمتی ۳۰ روپیہ ماہوار تک کا ہے۔

۳۶۰۷ :- منکہ غلام قادر ولد چوہدری الٰہی بخش قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن گوکھووال چک ۲۷۶ ڈاکخانہ ۲۷۵ ضلع لائل پور۔ آج مورخہ ۲/۳۲ ۲۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

(ا) ڈیڑھ (۱½) مربعہ اراضی نہری واقعہ موضع گوکھووال چک ۲۷۶ ضلع لائل پور قیمتی مبلغ ۱۵۰۰۰/- پندرہ ہزار روپیہ تخمیناً (ب) مکان خام واقع موضع گوکھووال چک ۲۷۶ تحصیل وضلع لائل پور قیمتی تخمیناً دو صد روپیہ (ج) چار مربعہ اراضی نہری واقع موضع پیرن بھٹہ تحصیل احمد پور ریاست بہاول پور قیمتی آٹھ ہزار روپیہ مال مویشی قیمتی تخمیناً دو صد روپیہ کل جائداد قیمتی تخمیناً تیئیس ہزار چار صد روپیہ ہے اس جائداد پر ۶۰۰۰/- روپیہ قرضہ ہے۔ یعنی جائداد (الف) واقعہ موضع گوکھووال میں سے نصف مربعہ اراضی چھ ہزار آٹھ صد روپیہ میں رہن کی ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں اس جائداد سے جو آمد ششماہی یا سالانہ ہوا کریگی۔ یا اس کے علاوہ کوئی آمد ہوگی۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

العبد:- نشان انگوٹھا غلام قادر موصی ولد الٰہی بخش قوم ارائیں ساکن گوکھووال ضلع لائل پور۔ گواہ شد:- عبداللہ ساکن گوکھووال ضلع لائلپور دستخط بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد یعقوب خاں ولد چوہدری محمد خاں نمبردار گل منج ضلع گورداسپور مقیم قادیان

کیا اب بھی آپ

دلکشا ہیر آئل رجسٹرڈ

استعمال نہ کرینگے۔ جس کی تعریف میں ہر جگہ سے خطوط آرہے ہیں۔

۱۔ مکرمی عبدالحمید خان صاحب ٹانک سے تحریر فرماتے ہیں۔ براہ مہربانی دلکشا ہیر آئل کی سات شیشیاں بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ اس کے قبل میں نے آپ سے چار شیشیاں منگوائی تھیں۔ جن میں سے دو میں نے کسی دوست کو تحفتاً دیدی تھیں باقی دو میں نے خود استعمال کیں۔ بہت ہی مفید پائیں۔ ۲۔ زبیدہ بانو بیگم صاحبہ اٹاوہ۔ یو۔پی سے تحریر فرماتے ہیں۔ ماہ گذشتہ میری ایک سہیلی نے تحفتہً دلکشا ہیر آئل کی ایک شیشی بھیجی۔ اشتہاری تیلوں کا تلخ تجربہ میں اٹھا چکی تھی۔ اس لئے دلکشا ہیر آئل کو استعمال کرنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ کہ میری سہیلی نے بے حد تعریف لکھ کر مجھے استعمال کرنے پر مجبور کیا۔ میں نے دلکشا ہیر آئل کو استعمال کر کے بہت فائدہ حاصل کیا۔ سردرد رفع ہو گیا۔ اور خشکی جاتی رہی۔ براہ کرم ایک شیشی دلکشا ہیر آئل کی جلد مرحمت فرما کر ممنون فرمائیے۔ ۳۔ خداداد خان صاحب پولیس انسپکٹر مین پوری سے تحریر فرماتے ہیں دلکشا ہیر آئل کی ایک شیشی آپ سے منگوائی تھی۔ جس کے استعمال سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس دفعہ دو شیشیاں تیل کی روانہ فرمائیں۔ آپ کے دلکشا ہیر آئل سے بڑھ کر بالوں کی حفاظت کرنے والا۔ ان کو گرنے سے بچانے۔ لمبے ملائم اور مضبوط کرنے والا اور کوئی تیل نہ پائینگے۔ یہ تیل دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ دائمی سردرد اور زکام کو دور کرتا ہے آپ ضرور آزمائش کریں۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس ایک روپیہ فی پاؤ ۳ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک

سرمہ نورانی:۔ آنکھوں کی جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے۔ گکروں کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی تولہ عہ۔ اس کے متعلق شہادتیں موجود ہیں۔ جو کہ درخواست آنے پر بھیجی جاسکتی ہیں۔ ہمارے کارخانہ کے عطر بھی قابل آزمائش ہیں۔

مینجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب

حب رحمانی رجسٹرڈ

دوستو! یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں ہر انسان نسخہ دیکھتے ہی خود بخود معلوم کر سکتا ہے کہ یہ ترکیب کردہ گولیاں کس قدر اپنے اندر برقی اثر رکھتے ہوئے قیام بدن کے لئے کیسی مفید و بابرکت ہونگی۔ پس ان کا استعمال ہر حال میں از بس ضروری ہے۔ حب رحمانی۔ کشتہ سونا۔ کشتہ چاندی کشتہ فولاد۔ موتی۔ کیسر۔ جدوار خطائی۔ مشک سے تیار کی گئی ہیں۔ قوت مردمی کیسی ہی کمزور پڑ گئی ہو۔ اور بیٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں۔ اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی کے ہاتھ میں ہو۔ ایسی حالت میں انشاء اللہ صرف حب رحمانی ہی ساتھ دیگی۔ یا حرارت غریزی کمزور ہو کر تمام بدن پر پژمردگی چھائی ہوئی ہو۔ کمزوری دل روز بروز بڑھتی جاتی ہو۔ تو ایسی حالت میں بالخصوص حب رحمانی مفید ہوگی۔ غرض یہ جسم انسانی کے لئے آب حیات ہے تجربہ شرط ہے۔ قیمت گولیاں ایک ماہ کے لئے (ستے) چھ روپیہ

دواخانہ رحمانی عبدالرحمن کاغانی اینڈ سنز دیا قادیان (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کانگرسی لیڈروں کی ایک کانفرنس ۳۰ مئی کو پونا میں گاندھی جی کی قیام گاہ پر منعقد ہوئی۔ قریباً تین گھنٹے تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ کارروائی خفیہ رکھی گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر انیے صدر کانگرس ان تمام کانگرسی لیڈروں کی جو اس وقت جیلوں سے باہر ہیں جمع کر کے ۱۴، ۱۵ جون کو ایک کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔

یروشلم میں جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی قائم کرنے کی تجویز ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کے لئے حضور نظام نے چھ لاکھ روپیہ عطا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو وفد فراہمی چندہ کے لئے ہندوستان آرہا ہے۔ اسے یہ رقم دیدی جائیگی۔

پیکنگ سے ۲۵ مئی کی ایک خبر مظہر ہے کہ لی چنگ نامی شخص جو دنیا کا معمر ترین انسان تھا۔ ۲۵۶ برس کی عمر میں فوت ہو گیا ہے۔ اپنی زندگی میں اس نے ۲۴ شادیاں کیں جن میں سے موجودہ بیوی کی عمر اس وقت تک ۶۴ سال ہے

وائسرائے ہند اور لیڈی ولنگڈن کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ ماہ جون کے تیسرے ہفتہ میں پرائیویٹ طور پر سری نگر جائینگے۔ اور دو ہفتہ وہاں ٹھیریں گے۔ کشمیر میں آپ کے استقبال کے لئے بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

کلکتہ سے ۲۹ مئی کی خبر ہے کہ صفائی کرنے والے قلیوں نے اجرت کی کمی کے عذر پر ہڑتال کر دی تھی۔ بازاروں سے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے گاڑی بان بھی تین ہزار کی تعداد میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور صدر دفتر صفائی پر حملہ کر دیا۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ تو اس نے آکر انہیں منتشر ہونے کا حکم دیا۔ لیکن انہوں نے الٹا پولیس پر پتھر اور اینٹیں پھینکنی شروع کر دیں۔ پولیس نے تین دفعہ گولی چلائی جس سے بعض آدمی مجروح ہوئے۔ پولیس کے بھی ایک درجن سپاہی زخمی ہوئے۔ اس وقت تک ایک سو سے زیادہ گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔

یو۔ پی گورنمنٹ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آرڈیننس ایکٹ کے ماتحت اس صوبہ میں اس وقت تک کل ۶۴۷۴ سزایابیاں ہو چکی ہیں جن میں سے ۱۳۲۵۹ اشخاص معافی مانگ کر رہائی حاصل کر چکے ہیں۔

بنگال گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ان افردوں کو جو

[illegible] ہو جائیں۔ طبی امداد کے لئے فوراً کلکتہ پہونچنے کی غرض سے اس نے ایک ہوائی جہاز خرید کیا ہے۔

دارالعوام میں ۲۹ مئی کو ایک ممبر نے سوال کیا۔ کہ پنڈت مالویہ اور بعض دیگر لیڈروں نے پولیس پر الزام لگایا ہے کہ اس نے کلکتہ کانگرس کے موقعہ پر بے جا تشدد کیا۔ کیا ایسے غلط الزامات لگانے والوں پر حکومت کوئی مقدمہ دائر کرے گی۔ وزیر ہند نے جواباً کہا۔ کہ اس قسم کی کارروائی کو حکومت قطعاً غیر ضروری سمجھتی ہے۔ حکومت برطانیہ و حکومت ہند دونو مطمئن ہیں۔ کہ یہ الزامات قطعاً بے بنیاد اور جھوٹے ہیں۔ جن لوگوں کو پولیس کے رویہ پر اعتراض ہے۔ وہ اگر چاہیں۔ تو حکومت پر اس قسم کا دعویٰ عدالت میں دائر کر سکتے ہیں۔

سری نگر سے ۲۹ مئی کی خبر ہے کہ شہر میں فساد تا حال جاری ہے۔ کاروبار بند ہے۔ سیاح بھی سری نگر سے دوسرے مقامات کو جا رہے ہیں۔ اور بعض تو واپس اپنے وطنوں کو چلے گئے ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ اور تلوار۔ بندوق۔ لاٹھی یا کوئی اور اسلحہ لے کر نکلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ سیاح اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

ریاست کشمیر میں کئی ایسے اخبار جاری ہیں۔ جو صرف سرکاری اشتہاروں پر چلتے ہیں۔ اب حکومت نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اخبار جن کی عمر ۹ ماہ سے کم ہو۔ اور جن کی اشاعت نو سو سے کم ہو۔ انہیں سرکاری اشتہارات نہیں مل سکیں گے۔

دہلی کے ایک مسلم تاجر محمد رفیع الدین صاحب نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کو جو مولانا محمد علی کی یادگار سمجھا جاتا ہے۔ ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔

حکومت ہند نے ۲۹ مئی کو شملہ سے ایک کمیونک شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ کلکتہ کانگرس کے سلسلہ میں پنڈت مالویہ نے پولیس کی زیادتیوں کے متعلق جو بیان شائع کیا تھا وہ غلط ہے۔ نیز حکومت بنگال کے اس بیان کی تصدیق کی گئی ہے کہ چونکہ کلکتہ پولیس نے کانگرس کے اجلاس کو بالکل ناکام بنا دیا تھا۔ اس لئے یہ الزام محض اسے بدنام کرنے کے لئے لگایا گیا ہے۔

نازیوں کے خلاف حکومت آسٹریا نے متشددانہ کارروائی کی تھی۔ اس کے جواب میں حکومت جرمنی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جو جرمن آسٹریا جانا چاہے اس سے ایک ہزار مارک بطور فیس پروانہ راہداری لیا جائیگا۔ آسٹریا میں اس فیصلہ کے خلاف بہت نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

[illegible] سے بعض دیہات میں رہنے والے اچھوت جس جگہ سے پانی لیتے تھے۔ جب وہ خشک ہو گئی۔ تو ہندوؤں نے اپنی باؤلیوں سے پانی لینے کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے وہ غریب بے حد پریشان اور پانی کے لئے ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں۔ ہندو سوسائیٹیوں کو امداد کے لئے پکارا گیا۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ گویا گاندھی جی کے برت کا الٹا اثر ہو رہا ہے۔

بمبئی یونیورسٹی کا ایک اجلاس ۱۲ جون کو اس غرض سے منعقد ہو رہا ہے۔ کہ ایک مقررہ عرصہ کے اندر تمام سرکاری آرٹس کالج بند کر دینے کے سوال پر غور کیا جائے۔ یہ سوال بھی قابل غور ہوگا۔ کہ کالجوں میں مذہبی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ کیونکہ اس سے طلباء کا کیرکٹر مضبوط ہوتا ہے۔

پشاور سے ۳۱ مئی کی خبر ہے کہ سرحدی پولیس کا ایک انگریز افسر شبقدر کے مقام پر دریا کے کنارے خیمہ میں سویا ہوا تھا۔ کہ کسی نے اس پر تین فائر کئے۔ خدمتگاروں کے کیمپ پر بھی چھ گولیاں چلائی گئیں۔ لیکن کوئی شخص مجروح نہیں ہوا۔

سری نگر کوہالہ روڈ پر ایک لاری ۸ مسافروں کو لے کر ۳۱ مئی کو کشمیر جا رہی تھی۔ کہ نیچے دریا میں جا پڑی۔ لاری اور کسی مسافر کا باوجود تلاش بسیار ابھی تک کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

جاپانی قونصل متعینہ شملہ کو دفتر خارجہ حکومت جاپان نے ۳۱ مئی کو مطلع کیا ہے۔ کہ نانکن گورنمنٹ اور جاپان کے درمیان آج صبح گیارہ بجے عارضی صلح نامہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ صلح کی ایک شرط یہ ہے کہ جاپانی افواج واپس بلائی جائینگی اور چینی والنٹیر کور بھی توڑ دی جائیں گی پیپانگ اور شان ہیکوان کے درمیان پھر سے ریلوے ٹریفک شروع کر دیا جائیگا۔

حکومت ہند نے شملہ سے ۳۱ مئی کو اعلان کیا ہے کہ ایک سیاسی قیدی انڈیمان میں فوت ہو گیا۔ اس نے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی۔ جس کے دوران میں اسے ڈبل نمونیہ ہو گیا۔ اور کمزوری کی وجہ سے وہ بیماری کا مقابلہ نہ کر سکا

سری نگر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۲۷، ۲۸ مئی کی درمیانی شب مظفر آباد میں آگ لگ گئی۔ قریباً ڈیڑھ صد مکانات جل گئے۔ نقصان کا اندازہ دس لاکھ کا کیا جاتا ہے۔

وائنا سے ۳۰ مئی کی خبر ہے کہ کل شب نازی طلباء اور فوج و پولیس میں زبردست جنگ ہوئی۔ پولیس نے طلباء کے مرکز پر چھاپہ مارا۔ ۱۲ گھنٹہ تک کشمکش جاری رہی۔ لاٹھیوں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی